فیصلہ ہفت مسئلہ



حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مدنی کتب خانہ۔ گنپت روڈ۔ لاہور

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ مفیدہ

مسمّٰی بہ

فیصلہ ہفت مسئلہ

از افادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدمۃ المحققین فی اوانہ سیدنا ومولانا الحافظ الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر تھانوی مدظلہ العالی

باہتمام

مدنی کتب خانہ۔ گنپت روڈ لاہور ۲

بار اول

فیصلہ ہفت مسئلہ

مولد شریف فاتحہ عرس و سماع ندائے غیر اللہ جماعت ثانیہ امکان نظیر امکان کذب

از افادات منبع فیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی اوانہ
سیدنا و مولانا الحافظ الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر تھانوی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشہد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دنیوی و دینی ہے اور آجکل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے طرح طرح کے شر اور فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے، حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی اور خصوصاً اپنے تعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اسلئے فقیر کے دلمیں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلمبند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جاوے ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں مگر فقیر نے انہی مسائل کو لیا جنمیں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے، دو وجہ سے، اول تو کثرت اختلافات اس حد تک پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے، دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں، اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں اول تو معدود دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے انکو مقدم جنمیں اس سے کم ہے اسکے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عملدرآمد مناسب ہے لکھدیا، حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جائے

اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرماویں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔ و اللہ ولی التوفیق۔

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اسمیں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقییدات میں ہے جنمیں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اسکو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسببہ کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہ عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اسکی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یاد اور کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے اور محل ہیں جملہ مصلحت بہ رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت مبہمہ انیشان پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور اگر ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز و روزہ کے تو بیشک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے۔ غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنے واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ انکی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو وہ اثر خاص نہ ہوگا اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے

اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہئیت کذائیہ موجب بعض برکات پائیں بلکہ اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس سے بھی بڑھ کر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا ایسے کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے اس کا حال بدون دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جس کی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہو جاتا ہے مگر صرف ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و عادت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بد عقیدہ کا شعار ٹھیر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے اس لئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اسپر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اس وجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں ختم قرآن کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً حق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کیساتھ تھا کوئی سنی اتفاقاً کسی شخص کو حق کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اسکے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہرحال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھیرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جاویگا جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں انکے حق میں مباح و مستحسن رہیگا مثلاً بعض متشددین رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جاویگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھکر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہو تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوینگی ع بہر کیکے گلیمے مسوز

رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپکو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ کشفیہ سے ثابت ہے اسکے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپکی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کیلئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کرے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اسکو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلے میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیئے کہ جو انکو تحقیق ہوا ہوا اسپر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کیساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتوے لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جاوے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنہ کا برپا ہونا محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اسوقت قیام میں شریک ہو جاوے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں

کہ خوف فتنہ سے بچیں قصہ حطیم اسکی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے منع کی تاویل کرلیا کریں کہ یا توان کو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا انتظاماً منع کرتے ہوں گے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تجویز کی تاویل کرلیا کریں کہ یا توان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن بالمسلمین کیوجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہیے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اسکی تحقیق پر عمل کریں اور دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں کہ یہ کام علماء کا ہے عوام کو علما پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ پیدا ہوتا ہے اور اس مسئلے میں جو تحقیق اور عملدرآمد تحریر کیا گیا ہے کچھ اس مسئلے ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید و کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نمازہائے پنجگانہ و تکرار تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پابوسی اور ان کے سوا بہت امور ہیں جنمیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں فاحفظہ ینفع انشاء اللہ تعالیٰ۔

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسیکو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۃ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکاکر مسکین کو کھلادیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسیطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانیکا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسیکو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو یہ خیال ہوا

کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیتِ دعا کی بھی امید ہو اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔ قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی رہا تعین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے بعض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے تعیین بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہیئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ رہا شبہہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے تحفۂ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی دسویں بیسواں چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات و دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا۔ اور عملدرآمد اس مسئلے میں ایسا رکھنا چاہیئے یعنی دو فریقوں کا باہم میل جول کر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا۔

تیسرا ٣ مسئلہ عرس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں انکا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لیے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جاویں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضرور نہیں. چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلیے تجدید حال اور ازدیاد ذوق و شوق کے لیے کچھ سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اسقدر ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمائے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہ گیا شبہہ حدیث لا تتخذوا قبری عیدًا کا سو اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی اور دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرۂ آخرت کے ہے نہ غفلت اور زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینۂ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضۂ اقدس کے بھی منع ہوتا وہذا باطل پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین تاریخ بمصلحت بھی جائز سب ملکر بھی جائز. رہا یہ شبہہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور یہ آیۂ فاستمعوا له وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے سو اولاً تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحبات کیلئے ہے ترک مستحب پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسیکو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص و مزامیر و سجدۂ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہیئے. رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث ازبس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے چنانچہ محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں

اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ہے ورنہ ناجائز کما فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت اکثر مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم. ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد، بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہو اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے، مشرب فقیر کا اس امر میں یہ کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں، اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو شخص ریاکار و مدعی ہو وہ برا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں انکو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں انکو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں انکا لطف اور نرمی سے انسداد کریں

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اس میں تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادیٰ کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہو جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دلکو تسلی دیا کرتے ہیں، اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے **اشعار** دید مجنوں را یکے صحرا نورد در بیابان غمش بنشستہ فرد ۔ ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم ۔ می نمودے بہر کس نامہ رقم ۔ گفت اے مجنون شیدا چیست ایں ۔ می نویسی نامہ بہر کیست ایں ۔ گفت مشق نام لیلیٰ می کنم ۔ خاطر خود را تسلی میدہم ۔ ایسی ندا صحابہؓ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفی علی المتتبع المتبع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا

احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اس کو سنانا منظور ہی اور روبرو نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ ان کو کسی ذریعہ سے خبر پہنچ گی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افترا علی اللہ اور دعوی علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بے دھڑک اس کو شرک کفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر اس بزرگ کو خبر پہچاوے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اس لئے ایسی ندائے لا یعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہی اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہی جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سی معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں ان کی نیت بھی اچھی ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ الخ مگر مصلحت یوں ہے اگر ندا کرنے والا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اس کے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جاوے اور کسی وجہ سے اصل عمل ہی منع کرنا مصلحت ہو تو روکدیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کارآمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہو اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسے مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑے کہ شفقت اور اخوت اسلامی کیخلاف بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اس میں جو خرابی ہو اس کی اصلاح کرے کہ اس میں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کے وقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں ان میں غور کرنے سے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں

ذوق شوق سے صیغۂ ندا برتا گیا اور عملدر آمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر تینیں مسئلوں میں مذکور ہوا۔ **پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا**:- یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ سے کراہت و امام ابویوسفؒ سے بعض شرائط کے ساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و تصحیح دونوں جانب موجود ہے اس میں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دی جائے کہ اگر جماعت اولی کاہلی اور سستی سے فوت ہو گئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لیے موجب زجر و تنبیہ ہو گا اس کے لیے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جائے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تقلیل جماعتِ اولی سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کے ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا ابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اس کے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہو گا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی سے چار ٹکریں مار کر رخصت ہو گا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کیساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کرے گا عملدر آمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کی وجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلے تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے ہیں وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا وقوف علم حقائق پر ہے اور از بس دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہیے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہما ان سب سے پاک ہے رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شئے میں داخل ہے کہ اس پر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تبریہ کیا جاوے، سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قیل و قال

اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت فرمائی ہے، سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سوان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعاض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنیکی کیسی اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جسکو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدرآمد نہیں اور جو کبھی آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں اور اگر اسی کا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہیے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعیین سکوت ہی ضروری ہے تمام ہوا بحمداللہ جو کچھ لکھنا تھا

وصیت:- اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں، سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لا تزغ قلوبنا پڑھکر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیۂ نفس و تصفیۂ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی محمد رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہیے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ ہفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔

اشعار:- چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو ٭ چو بگذشت بر عارف جنگ جو

گرایں مدعی دوست بشناختے ٭ بہ پیکار دشمن نپرداختے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط

مہر

فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی

(مطبوعہ شرکت پریس لاہور)

فہرست مطبوعات ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دلائل السلوک (اردو) ـــــ ۲۵/۰۰	خدایا ایں کرم بارِ دگر کن ۷/۵۰
تصوف ازم (انگلش) ـــــ ۲۰/۰۰	دیارِ حبیب میں چند روز ۵/۰۰
حیاتِ برزخیہ ـــــ ۲۵/۰۰	دین و دانش ـــــ ۵/۰۰
تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین ـــ ۲۵/۰۰	مغالطے ـــــ ۵/۰۰
ایمانِ خالص ـــــ ۲۵/۰۰	پاکیزہ معاشرہ ـــــ ۴/۵۰
حیاتِ انبیاء ـــــ ۱۰/۰۰	فضائل توبہ استغفار ـــــ ۲۰/۰۰
اطمینان قلب ـــــ ۱۰/۰۰	المرشد (فی شمارہ) ـــــ ۳/۰۰
تعمیر سیرت ـــــ ۴/۵۰	حج کی دعائیں ۳ حصے ۵/۰۰
لغزشیں ـــــ ۵/۰۰	ذکر اللہ (عربی) ـــــ ۳/۰۰
حضرت امیر معاویہؓ ـــ ۵/۰۰	بزم انجم ـــــ ۱۵/۰۰
اسرار الحرمین ـــــ ۵/۰۰	نورِ عظیم ـــــ ۱/۵۰
انوارِ تنزیل ـــــ ۵/۰۰	گمشدہ عرفان مع تلاش ۳/۰۰
کس لئے آئے تھے؟ ـــ ۵/۰۰	سالانہ چندہ المرشد ـــــ ۳۰/۰۰
تعارف ـــــ ۲/۰۰	کونوا انصار اللہ (زیر طبع)

ماہنامہ المرشد

زیر سرپرستی

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان صاحب مدظلہ

(اصلاح احوال باطنی)

سالانہ چندہ

تیس ۳۰ روپے

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ چکوال ۔ سول ایجنٹ: مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور